تعارف وتبصرہ

تذکرہ حیوانات (قرآن کریم میں)

ڈاکٹر میر گوہر علی خاں

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی ۲۵ سنہ اشاعت دسمبر ۱۹۹۸ء صفحات ۲۶۸ قیمت ۶۵ روپے

قرآنیات پر کام کے نئے نئے پہلو سامنے آتے رہتے ہیں۔ زیرتبصرہ کتاب میں سائنسی نقطۂ نظر سے ان حیوانات (چرند، پرند اور حشرات الارض وغیرہ) کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کے نام قرآن میں آئے ہیں۔ مصنف نے ۱۹۵۳ء میں وٹرنری سائنس میں بیچلر کی ڈگری حاصل کی تھی۔ اس کے بعد سے تیس سال تک حکومت آندھرا پردیش کے شعبۂ حیوانات میں ایک سرجن کی حیثیت سے خدمات انجام دے چکے ہیں۔

'حیوانات قرآنی' کے نام سے ایک کتاب مشہور مفسر قرآن مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے ۱۹۵۴ء میں تصنیف کی تھی۔ اس موضوع پر تقریباً نصف صدی کے بعد کوئی کتاب شائع ہو جس کا مصنف ماہر علم الحیوانات ہو تو اس کے بارے میں توقع کی جانی چاہیے کہ اس میں اپنے موضوع پر اوّل الذکر کتاب سے زیادہ معلومات فراہم کی گئی ہوں گی لیکن کتاب کے مطالعہ سے یہ توقع پوری نہیں ہوتی۔

کتاب کی بعض بحثیں ضرور قابل قدر اور مفید ہیں مثلاً اونٹ کی بناوٹ (ص ۴۹-۵۷) ببر کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہونے والے جنگلی گدھے (ص ۹۸) حضرت یونسؑ کو نگل لینے والی حوت (ص ۱۱۷-۲۲) مردار جانور، خون اور خنزیر کی حرمت کی حکمت (ص ۲۰۱-۲۱۵) پر فاضل مصنف نے بہت اچھا لکھا ہے لیکن بیشتر حیوانات کے بارے میں انھوں نے محض قرآنی بیانات نقل کر دینے پر اکتفا کیا ہے۔ ان حیوانات کے خصائص، عادات واطوار اور دیگر باتوں کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ قرآن میں بعض حیوانات کی طرف بعض صفات یا افعال منسوب کیے گئے ہیں مثلاً کتّے کے بارے میں اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ (اعراف: ۱۷۶) یوم السبت میں پانی پر ابھرنے والی مچھلیوں کے بارے میں شُرَّعًا (اعراف ۱۶۳) گدھے کی آواز کے بارے میں اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ (لقمان- ۱۹) وغیرہ۔ اگر علم الحیوانات کی روشنی میں مصنف ان قرآنی بیانات کی معنویت آشکارا کرتے اور فہم قرآن میں معاون فنی معلومات فراہم کرتے تو یہ ان کا قابل قدر اضافہ ہوتا لیکن اس کے بجائے وہ آیتوں کی

تشریح میں لگ جاتے ہیں اور اس میدان میں اختصاص اور مناسبت نہ ہونے کی بنا پر ان سے غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں۔ گھوڑا (ص۱۰۵) سلویٰ (ص۱۳۴) مکڑی (ص۱۶۱) تینگے (ص۱۸) کے عنوانات کے تحت ان کی تشریحات اس کی مثالیں ہیں۔

فاضل مصنّف کو اعتراف ہے کہ وہ عربی زبان سے بالکل ناواقف ہیں (ص۱) انھوں نے قرآن کے انگریزی اور اردو تراجم کی مدد سے یہ خدمت انجام دی ہے۔ اس عدمِ واقفیت کے نمونے کتاب میں جا بجا نظر آتے ہیں۔ مثلاً قرآن میں مذکور پرندوں میں وہ اَبابیل کو بھی شمار کرتے ہیں (ص۱۳۴) حالانکہ سورۂ فیل میں وارد لفظ "ابابیل" کے معنی جھنڈ کے ہیں۔ اردو کے ابابیل سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ثمانیۃ ازواج (انعام۔ ۱۴۳، زمر۔ ۶) کے ضمن میں ان کا اصرار ہے کہ "لفظ زوج (جوڑا) ایک نر اور ایک مادہ کو ملا کر ہی کہا جاتا ہے یا دو ہم شکل چیزیں جیسے موزوں کا ایک جوڑا، دستانوں کا ایک جوڑا (ص۱۹۲) اس بنا پر قرآن نے آٹھ جوڑے کہہ کر جن آٹھ جانوروں کا تذکرہ کیا ہے وہ ان کے نزدیک دراصل چار جوڑے ہیں۔ مزید چار جوڑوں کی تلاش میں انھوں نے جو مفصّل بحث کی ہے وہ سراسر دور کی کوڑی ہے (ص۱۹۳-۱۹۹) موصوف کو نہیں معلوم کہ عربی میں نر اور مادہ دونوں کو الگ الگ بھی زوج کہا جاتا ہے (اور دونوں مل کر زوجین ہوتے ہیں۔ قرآن میں ہے فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ (قیامہ۔ ۳۹) مفرداتِ اصفہانی میں ہے: یقال لکلّ واحد من القرینین من الذکر والانثی فی الحیوانات المتزاوجۃ زوج، ولکل قرینین فیھا وفی غیرھا زوج کالخفّ والنعال (ص۲۱۵، ۲۱۶ دار المعرفۃ بیروت) تراجم وتفاسیر پر انحصار کی وجہ سے وہ بسا اوقات قرآن اور تفسیرِ قرآن میں فرق نہیں کر پاتے۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے جن چار پرندوں کو اپنے ساتھ ہلا لینے کی ہدایت کی تھی (البقرہ۔ ۲۶۰) بعض مفسرین نے ان کی تعیین کی ہے اور انھیں مور، مرغ، کبوتر اور کوّا بتایا ہے۔ اسی طرح بَيْضٌ مَّكْنُونٌ (صافات۔ ۴۹) کی تفسیر میں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد شتر مرغ کے انڈے ہیں۔ چنانچہ فاضل مصنّف نے ان پرندوں کا شمار بھی قرآن میں مذکور پرندوں میں کر لیا ہے۔ (ص۱۳۴)

قرآن میں قَسْوَرَة (شیر ببر) کا تذکرہ ہے (مدثر: ۵۱) مصنف نے اس پر مستقل عنوان کے تحت لکھنے کے بجائے "جنگلی گدھے" کے تحت ضمناً اس کا تذکرہ کیا ہے (ص۹۹-۱۰۱)